انگریزی نے ہمیں تباہ کر دیا

از: محمد حنیف جالندھری

پاکستان میں **91** فیصد طلباء انگریزی سے نفرت کرتے ہیں۔ **50** فیصد محض انگریزی کی وجہ سے تعلیم چھوڑ دیتے ہیں۔ میٹرک کی سطح پر فیل ہونے والے طلباء میں سے **55** فیصد انگریزی میں فیل ہوتے ہیں۔ ایم اے کی سطح پر **80** فیصد طلباء انگریزی میں تھرڈ ڈویژن حاصل کرتے ہیں جبکہ فرسٹ ڈویژن تو محض ایک خواب ہی ہے۔ **59** سال تک انگریزی پڑھانے کے باوجود اس وقت پاکستان کے **15** کروڑ **40** لاکھ عوام میں سے صرف **1** لاکھ **40** ہزار انگریزی بول سکتے ہیں جبکہ ایسے افراد کی تعداد صرف **60** ہزار ہے جو اچھی انگریزی لکھ سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے انتہائی ذہین طلباء جو اعلیٰ سائنسدان‘ ڈاکٹرز اور انجینئر بن سکتے ہیں۔ محض انگریزی زبان نہ آنے کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یوں ملک ایک بہت بڑے ذہین طبقے سے محروم ہو جاتا ہے۔ آپ اپنے ارد گرد نظر دوڑا کے دیکھیں آپ کو بے شمار ماہر مکینکس‘ الیکٹریشنز‘ مٹی سے خوبصورت برتن بنانے والے‘ لکڑی پر نقش ونگار بنانے والے‘ زرعی آلات تیار کرنے والے‘ کھڈیوں پر کپڑا بنانے والے لوگ نظر آئیں گے۔ آپ ان کے فن سے متاثر ہوں گے۔ یہ سارا طبقہ ان پڑھ لوگوں کا طبقہ ہے آپ تحقیق کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے سکول میں داخلہ لیا تھا لیکن انگریزی ان کے راستے کی رکاوٹ بن گئی۔ **Spellings** اور **Tenses** پر ماسٹروں کے ڈنڈے کب تک برداشت کرتے تنگ آ کر ان بچاروں نے تعلیم چھوڑنا ہی مناسب سمجھا۔ اگر انگریزی نہ ہوتی اور تمام سائنسی علوم ہماری قومی زبان اردو میں ہوتے تو آج یہ لوگ بھی مستری‘ لوہار اور ترکھان کہلوانے کے بجائے انجینئر کہلواتے۔ معاشرے میں ان کی عزت ہوتی اور ان کی ذہانت سے ملک وقوم کو فائدہ ہوتا ہے۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ ہماری **95** فیصد آبادی اردو سمجھتی ہے‘ قومی زبان بھی اردو ہے لیکن ہم نے انگریزی کو دفتری زبان قرار دے کر افسروں اور کلرکوں کو ایک مصیبت میں ڈال رکھا ہے اور بدقسمتی سے ہمارے ہاں تمام اعلیٰ تعلیمی اداروں کا میڈیم بھی انگریزی ہے۔

انگریزی کے حق میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آج کے دور میں انگریزی کے بغیر ترقی کرنا ناممکن ہے تو جناب انگریزی کو گلے لگا کر ہم نے **59** برسوں میں کیا ترقی کی ہے‘ ہم نے قوم کو غربت‘ مہنگائی‘ بے روزگاری اور ذلت کے سوا کیا دیا ہے؟ ہم نے دنیا کی قوموں میں کیا مقام حاصل کیا ہے۔ ہم نے ایٹم بم بنا لیا مگر اپنے پڑوسی دوست اسلامی ملک کے خلاف کارروائی کیلئے ہر طرح کا تعاون کرنے پر مجبور ہو گئے۔ جس کے نتیجے میں ہماری سرحدیں غیر محفوظ ہو گئیں۔ امن وامان تباہ ہو گیا اور دنیا کی نظروں میں ہم کرائے کے قاتل بن گئے۔ آج ہمارے عوام کو دنیا کے ہر ملک سے نکالا جا رہا ہے۔ ہماری سرزمین پر امریکہ اور اس کے اتحادی بلاخوف وخطر کارروائیاں کر رہے ہیں ہم نے کیا ترقی کی۔ جس ترقی نے ہم سے ہماری غیرت‘ عزت‘ ناموس اور جرأت سب کچھ ہی چھین لیا۔ ویسے حقیقی بات یہ ہے کہ آپ کی یہ دلیل بنیادی طور پر درست ہے ہی نہیں۔ آج امریکہ کی نظروں میں نظریں ملا کر صرف چین بات کرتا ہے۔ چین یکم اکتوبر **1949**ء کو آزاد ہوا ہم سے **2** سال **2** ماہ چھوٹا ہے۔ اس کے عوام تو کیا صدر کو بھی انگریزی نہیں آتی۔ فرانس نے ترقی کی فرانس کے صدر کو بھی انگریزی نہیں آتی۔ جاپان **1945**ء میں تقریباً تباہ ہو گیا تھا۔ امریکیوں نے اس پر قبضہ جما لیا تھا۔ **28** اپریل **1952**ء کو اسے آزادی ملی صرف تین سال بعد یعنی **1955**ء میں اس کی قومی صنعتی پیداوار قبل از جنگ کی سطح پر آ گئی تھی۔ **1960**ء تک جاپان نے تمام تر تاوان جنگ ادا کر دیا تھا اور وہ معاشی وصنعتی طور پر امریکہ ودیگر یورپی ممالک سے زیادہ مضبوط ملک بن چکا تھا۔ یہاں تک کہ امریکہ جاپانی گاڑیاں استعمال کرنے پر مجبور ہو گیا۔ تاریخ گواہ ہے جاپانیوں کی اس حیرت انگیز ترقی میں انگریزی کا کوئی کردار نہیں تھا بلکہ جاپانی تو انگریزی سے کل بھی نفرت کرتے تھے اور آج بھی نفرت کرتے ہیں۔ جنوبی کوریا **15** اگست **1948**ء میں آزاد ہوا۔ اور شمالی کوریا **8** ستمبر **1948**ء کو‘ دونوں کا آج دنیا میں نام ہے یہ نام انہوں نے اپنی زبان بولتے ہوئے کمایا نہ کہ انگریزی۔ تائیوان بھی اس ضمن میں ایک بہترین مثال ہے۔ جرمنی میں انگریزی بولنے والے کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ تمام تعلیمی اداروں میں جرمن زبان میں تعلیم دی جاتی ہے۔ غرض آپ کسی بھی ترقی یافتہ ملک کو دیکھ لیں۔ سب نے اپنی اپنی زبان کو مقدم رکھا ہے اور انگریزی کا طوق اپنے گلے میں نہیں ڈالا جبکہ ہم نے اپنی تمام صلاحیتیں خود انگریز بننے اور اپنی اولادوں کو انگریز بنانے پر لگا رکھی ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک پر ایسے نااہل لوگوں کا قبضہ ہے جنہیں یہ تک معلوم نہیں کہ چودہ سو سال پہلے نازل ہونے والے کلام پاک کے سیپارے کتنے ہیں۔ ایسے جہلاء سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ نظام تعلیم کو بہتر کر دیں گے؟ ان سے توقع رکھنا ایسے ہی ہے جیسے سرسوں کے تیل سے مکھن نکالنا۔ دراصل احساس کمتری کے شکار غلامانہ سوچ کے حامل طبقے نے عوام کا یہ ذہن بنا دیا ہے کہ ہماری ترقی انگریزی کے بغیر ممکن نہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ ہمیں انگریز کی پالیسیوں‘ اس کی چالبازیوں‘ اس کی زبان اور اس کے ٹاؤٹوں نے تباہ کر دیا ہے۔ آج ہم کرپشن کے اعتبار سے دنیا میں تیسرے نمبر پر ہیں۔ ہمارے بچے انگریزی زبان اور انگریزی ثقافت کی وجہ سے والدین کے نافرمان اور اساتذہ کے گستاخ بن چکے ہیں۔ انگریزی کو رواج دے کر ہم نے اپنی نسلوں کو ذہنی طور پر انگریزوں کا غلام بنا دیا ہے۔ ان کے نزدیک آج انگریزی لباس پہننا مہذب ہونے کی اور انگریزوں کی طرح کھڑے ہو کر کھانا ماڈرن ہونے کی علامت ہے۔ انگریزی زبان تعلیم یافتہ ہونے کا معیار ہے۔ ہمارا میڈیا بھی یہ ثابت کرنے کی کوشش میں لگا ہے کہ جسے انگریزی نہیں آتی وہ جاہل اور غیر مہذب ہے۔

تاریخ گواہ ہے جس قوم نے اپنی زبان چھوڑ کر دوسروں کی زبان کو اپنایا ہے غلامی اس کا مقدر رہی ہے۔ جب تک ہم انگریز اور انگریزی زبان کے چنگل سے نکل کر اپنی زبان کو ذریعہ تعلیم نہیں بناتے اس وقت تک ہم ایک آزاد اور خود مختار قوم نہیں بن سکتے اور نہ ہی دنیا کی قوموں میں ہمیں کوئی اعلیٰ مقام مل سکتا ہے۔